روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ | جمعرات ۴ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ، ۲۱ امان ۱۳۷۰ہش، ۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء | نمبر ۶۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

توحید نے ہمارے دلوں کو کجی سے پاک کر دیا ہے

"ہمارے دل توحید نے سیدھے کر دیئے ہیں کوئی کجی ان میں نہیں چھوڑی۔ ہماری وفا توحید کے ساتھ ہے۔ اور توحید جس کے دل میں جاگزیں ہو جائے اور گڑ جائے اس کے دل میں عصبیتیں جگہ پا ہی نہیں سکتیں۔ یہ دو چیزیں ایک سینے میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ارکانِ نماز دراصل رُوحانی نشست و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالےٰ کے رُوبرُو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آدابِ خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصّہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیلِ حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمالِ آداب اور کمالِ تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طُرق ہیں جو خدا تعالےٰ نے بطور یادداشت کے مقرّر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصّہ دینے کی خاطر ان کو مقرّر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارِ گراں سمجھ کر اُتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے، تو تم ہی بتاؤ۔ اس میں کیا لذّت اور حظّ آ سکتا ہے؟ اور جب تک لذّت اور سُرور نہ آئے۔ اُس کی حقیقت کیونکر متحقّق ہوگی۔ اور یہ اُس وقت ہو گا جب کہ رُوح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ الُوہیّت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے، رُوح بھی بولے۔ اُس وقت ایک سُرور اور نُور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل جدید صفحہ ۱۰۴-۱۰۵)

تقریب شادی

مکرم منظور احمد صاحب گجراتی کی ہمشیرہ عزیزہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب درویش کا نکاح مکرم مقصود احمد صاحب قمر دارالرحمت وسطی ابن مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب وڑائچ کے ہمراہ بعوض دس ہزار روپے حق مہر مورخہ ۱۶ مارچ کو مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے دارالضیافت ربوہ میں پڑھا۔ اسی روز رخصتی عمل میں آئی۔ اگلے روز ۱۷ مارچ کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

○ مکرم طاہر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب درویش کا نکاح عزیزہ شائرہ خورشید صاحبہ بنت مکرم سید محمد خورشید عالم صاحب ڈپٹی کلکٹر کے ہمراہ بعوض گیارہ ہزار روپے حق مہر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ۲۹ دسمبر ۱۹۹۰ء کو بیت الاقصیٰ قادیان میں پڑھا۔ تقریب شادی ۱۵ فروری ۱۹۹۱ء کو عمل میں آئی۔ بارات قادیان سے بھاگلپور (بہار) گئی۔ مورخہ ۲۰ فروری کو قادیان میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

○ مکرم نصیر احمد شفیقی ایم ایس سی۔ ایم فل جیالوجسٹ ابن مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ کی شادی عزیزہ ثمینہ نور صاحبہ بنت مکرم چوہدری نور محمد صاحب دہلوی ایڈووکیٹ۔ اسلام آباد کے ہمراہ انجام پائی۔ مورخہ ۱۰ مارچ کو مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب نے اپنے مکان دارالرحمت شرقی الف پر دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔ اختتام پر مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے دعا کروائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے اور ثمراتِ حسنہ سے نوازے۔

مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب سابق مینجر الفضل بازو میں درد اور دیگر عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں احباب کرام سے صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اہلِ ربوہ پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں ہر دم پیش نظر رکھیں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"درخت ہماری ہوا کو صاف کرتے ہیں اور اس کی طہارت اور پاکیزگی کا انتظام کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے مختلف گیسز سے ہوا بنائی ہے۔ کچھ گیسوں کو جو ہمارے لئے مفید نہیں وہ کھا لیتے ہیں اور جو گیسیں ہمارے لئے مفید ہیں مثلاً آکسیجن وغیرہ ان کو پاک کر کے وہ صحیح اور صحت مند شکل میں پھر فضا میں چھوڑ دیتے ہیں اور اچھی صحت کے لئے پاکیزہ ہوا کی اور پاکیزہ فضا کی ضرورت ہے۔ میں کئی سال سے درخت لگانے کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اہلِ ربوہ نے بالکل ہی توجہ نہیں کی۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ جتنی توجہ کرنی چاہیئے تھی اتنی نہیں کی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے راستے میں کچھ روکیں بھی ہیں۔ کچھ دقتیں بھی ہیں۔ مثلاً ایک تو پانی اس قسم کا کھارا ہے کہ بعض درخت یہاں ہو نہیں سکتے، بعض ترکاریاں یہاں اُگائی ہی نہیں جا سکتیں۔ لیکن یہ اس قسم کا کھارا ہے کہ بعض ترکاریاں اس کھارے پانی کو بڑے شوق سے پیتی ہیں۔ مثلاً چقندر اس کھارے پانی میں خوب پلتا ہے اور بڑا اچھا، میٹھا اور (JUICY) جوسی بن جاتا ہے۔ پس یہ علم ہونا چاہیئے۔ جہاں گھروں میں کلّر زیادہ ہے وہاں آپ چقندر لگائیں اس سے ایک تو کلّر مرجائے گا اور دوسرے وہ کلّر آپ کے لئے صحت مند ترکاری مہیا کر دے گا۔ پھر ایک دقّت یہ ہے کہ زمین کا (STRUCTURE) ایسا ہے کہ اس میں کلّر کے علاوہ بھی اور بہت سے ایسے اجزاء ہیں جو درختوں اور ترکاریوں کے لئے یا تو مفید نہیں یا وہ چیزیں اس میں طاقتور نہیں اُگتیں۔ اس کے لئے کھادیں ہونی چاہیئیں لیکن اگر آپ گند کو اپنے گھر کی مٹی میں ملا دیں تو آپ کو بڑا فائدہ ہوگا۔

میں نے ایک مضمون پڑھا اس میں ایک ۷۸ سالہ بڑھیا کی تصویر تھی اور میں سمجھتا

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ امان ۱۳۷۰ ہش ۔ ۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء

صیہونیت کا تسلّط ؟

ہماری اور آپ کی آواز بے شک ان ایوانوں تک نہ پہنچ سکے جہاں امن کے قیام اور بربادی کے سامان کے فیصلے ہوتے ہیں اور جہاں تک ہم اپنی آواز اس لئے پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ دُنیا کو امن حاصل ہو۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہ ایوان جن کے بل بوتے پر اپنے آپ کو فیصلہ کرنے کا حقدار سمجھتے ہیں وہ عوام ہیں۔ ہم اور آپ جیسے عوام ۔ اگر عوام بات کو سمجھ جائیں اور فیصلوں پہ اثر انداز ہونا چاہیں تو ان کی راہ میں کوئی روک نہیں ہوسکتی۔

اس بات کے پیشِ نظر ہم سب کا فرض ہے کہ جو آواز ہم ان ایوانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں اس سے عوام کو آگاہ کریں۔ اپنے گردو پیش کو وہ باتیں سُنائیں اور صبح و شام سناتے رہیں۔ ان کے خیالات کو اپنے خیالات سے ہم آہنگ کریں اور ان کے دلوں میں ایسا جذبہ پیدا کردیں کہ وہ یہی باتیں آگے سے آگے پھیلاتے رہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خلیج کی جنگ کو صیہونیت کے عالمی تسلّط کے منصوبے کا ایک حصّہ قرار دیا ہے وہ تمام مسلمان جو اس جنگ میں امریکہ کے اتحادی رہے ہیں یا اگر جنگ میں شراکت نہیں کی لیکن ہمدردیاں ان کے ساتھ رہی ہیں۔ ان کے متعلق دو ہی باتیں کہی جاسکتی ہیں یا تو انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ اس جنگ سے صیہونیت کو کیا فائدہ پہنچانا مقصود تھا یا انہیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ صیہونیت کو فائدہ پہنچانا ہے تو انہیں کیا۔ دوسری بات تو کسی قدر مشکل سی نظر آتی ہے گو ہو یوں بھی سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے اس کے سلسلہ میں ہر مسلمان کو اس کا احساس دلا دینا ضروری ہے کہ اسلام اور اسلامی مملکتوں کا تحفّظ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ صیہونیت کے ارادوں کو کچلا جائے اور ان کی تکمیل کی ہر صورت کو رَدّ کردیا جائے۔ ہر ممکن کوشش کرکے ان باتوں سے الگ رہا جائے جو صیہونیت کی مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

حضرت امام جماعت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات خاص طور پر ۸ - ۱۵ اور ۲۲ فروری کے خطبات ـــ ہر شخص کو سُنائے جائیں اور حضور کے ان ارشادات سے انہیں آگاہ کرکے صحیح اقدام کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

کیوں دشمنوں کے ساتھ بڑھایا ہے ربط کو
سُود و زیاں سے آپ ہیں کیوں اتنے بے خبر
ایسا نہ ہو کہ آپ کے ہاتھوں وہ آپ کو
رہنے نہ دیں جہاں میں کسی طرح معتبر

ـــــ ابوالاقبال

یہ گردشِ چرخِ پیر کیا ہے یہ دن ہے کیا اور رات کیا ہے
معاملاتِ خرد سے آگے جنوں کی یہ واردات کیا ہے

حیاتِ نَو کے مسافروں کے یہ طوق و زنجیر تاجِ سر ہیں
شہوں کو سودائے ذات ہوگا مگر فقیروں کی ذات کیا ہے

جو فکر و فن کی نہ آرزو ہو۔ تو زندگی زندگی نہیں ہے
یہی کہ سانسوں کا ہے تسلسل بس اس سے بڑھ کر حیات کیا ہے

جو اپنی منزل کو بھول کر سنگِ راہ سے ہر قدم پہ اُلجھے
اُسے کوئی کیا بتا سکے گا سفر میں پائے ثبات کیا ہے

جو آپ بالائے بام رہ کر کلام کرتے رہیں رہ نشیں سے
وہ خود سمجھ لیں کہ فاصلے ہوں تو پھر محبت کی بات کیا ہے

نہیں نہیں مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ مرے ہمسفر بنیں گے
جھٹک رہے ہیں جو ہاتھ میرا، مرے لئے ان کا ہات کیا ہے

نسیم مَیں سر جھکا تو دوں گا مگر وہ خود بھی جھکیں تو جب ہے
وگرنہ مَیں پوچھتا ہوں ان کی جبیں میں ایسی بھی بات کیا ہے

نسیم سیفی

بقیہ: صا سے آگے

ہوں کہ ربوہ کے ننانوے فی صد احباب ۷۸ سالہ بڑھیا سے ہر لحاظ سے زیادہ طاقتور ہیں۔ اس بڑھیا کا کام یہ تھا کہ وہ صبح سویرے اٹھ کر لوگوں کے گھروں کے کوڑا کرکٹ کو اٹھالاتی وہ ایک ایسے چھوٹے سے قصبے میں رہتی تھی کہ جہاں لوگ اپنے گھروں میں جھاڑو دے کر یا ویسے صفائی کرکے گند باہر ایک طرف پھینک دیتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی (WHEEL BARROW) وہیل بیرو یعنی دو پہیوں کی بوجھ اٹھانے والی ٹرالی لے کر باہر نکلتی اور اپنے سارے محلّے کا جو گند باہر پھینکا ہوتا تھا وہ اٹھالاتی اور اس کا ایک چھوٹا سا بیک گارڈن تھا۔ ترکاریوں اور پھلوں کا ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ وہ اس میں لا کر ڈال دیتی تھی۔ ہر روز اس کا یہی کام تھا۔ اور اس تصویر میں دکھایا گیا تھا کہ وہاں بڑی اچھی ترکاریاں اُگی ہوئی ہیں۔ جتنی عقل اس عیسائی بڑھیا میں ہے اس سے کہیں زیادہ عقل ایک احمدی کے دماغ میں ہے۔ لیکن ان کو یہ تعلیم دینی چاہیئے کہ دیکھو اپنی عقل سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کے ناشکرے بندے نہ بنو۔ اور اس طرح آپ کو فائدہ بھی ہوگا اور ربوہ بھی صاف ہوجائے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ - دسمبر ۱۹۷۵ء)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چِٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

رب العالمین کے الفاظ استعمال فرما کر حضرت ابراہیمؑ نے اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ میں جس خدا پر ایمان رکھتا ہوں وہ ایک زندہ اور طاقتور خدا ہے۔ مگر تمہارے معبودوں میں تو جان ہی نہیں۔ انہوں نے کسی کی مدد کیا کرنی ہے۔ بے شک رب العالمین کے معنوں میں یہ بھی داخل ہے کہ ہمارا خدا انسانوں کا بھی خدا ہے اور جانوروں کا بھی خدا ہے اور کیڑوں مکوڑوں کا بھی خدا ہے۔ اسی طرح وہ عربوں کا بھی خدا ہے اور ایرانیوں کا بھی خدا ہے۔ اور ہندوستانیوں کا بھی خدا ہے۔ لیکن رب العالمین میں جن جہانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ زمانہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتے ہیں۔ پس اس کے ایک معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ میں جس خدا کو پیش کرتا ہوں وہ ایک زندہ خدا ہے۔ وہ آدمؑ کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ وہ نوحؑ کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا اور وہ میرے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا ہے۔ اور بعد میں آنے والوں کا بھی خدا ہوگا اور جو خدا آدمؑ کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور نوحؑ کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا اور ہمارے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا ہے اور بعد میں آنے والے لوگوں کا بھی خدا ہوگا۔ صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک زندہ خدا ہے۔ اگر وہ زندہ خدا نہ ہوتا تو ہر زمانہ کے لوگوں کا کس طرح خدا ہو سکتا۔ پس رب العالمین کہہ کر حضرت ابراہیمؑ نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ میرا خدا ایک زندہ خدا ہے جس سے ہر زمانہ کے لوگ ویسا ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جیسے پہلے لوگ فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ مگر تمہارے بت نہ پہلے لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچا سکے اور نہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ تم اپنے سارے معبودوں کو میری تباہی کے لئے اکٹھا کر لو اور ان کے آگے رو رو کر دعائیں کرو۔ پھر دیکھو کہ میرا رب العالمین خدا جیتتا ہے یا تمہارے بت فتح حاصل کرتے ہیں۔ گویا حضرت ابراہیمؑ نے بتایا کہ جس طرح ایک چھوٹا بچہ جب اکیلا گلی میں سے گذر رہا ہوتا ہے اور گلی کے اوباش اور شریر لڑکے اس کو دق کرنے کے لئے اس پر حملہ کرتے ہیں تو ان کی آواز سن کر اس لڑکے کی ماں بے تاب ہو کر اپنے گھر سے باہر نکل آتی ہے۔ اسی طرح میرا رب العالمین خدا میرے ساتھ ہے تم میری کتنی بھی مخالفت کرو اور مجھے کچلنے کے لئے خواہ انتہائی طاقت صرف کر دو۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میرا خدا مجھے چھوڑ دے اور تمہارے بت خدائے واحد پر غالب آجائیں۔ دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہ، دنیا کے بڑے سے بڑے مدبر، دنیا کے بڑے سے بڑے لیڈر انسانی امداد پر بھروسہ کرتے ہیں ان کی تکلیفوں کے وقت کچھ انسان آگے آتے ہیں جو بعض دفعہ کامیاب ہوتے ہیں اور بعض دفعہ ناکام، مگر جب کسی (صاحب ایمان) کو تکلیف دی جاتی ہے تو خدائے واحد خود آسمان سے اتر آتا ہے۔ اور وہ لڑنے والوں کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے اور یہ ایک بہترین انعام ہے جو کسی قوم یا فرد کو حاصل ہو سکتا ہے۔ یہی انعام ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کو حاصل ہوا۔ یہی انعام ہے جو حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی جماعت کو حاصل ہوا اور یہی انعام ہے جو حضرت موسیٰؑ اور آپ کی جماعت کو حاصل ہوا اور یہی انعام ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی جماعت کو حاصل ہوا کہ ایک زندہ خدا اور طاقتور خدا ان کے ساتھ تھا اور جب بھی دشمن حملہ آور ہوتا تھا خدا آسمان سے اتر کر ان کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور وہ ان کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کرتا تھا اور اس کا یہ پیار اتنی قیمتی چیز تھا۔ کہ اگر جائز ہوتا تو انسان تمنا کرتا کہ لوگ میری اور بھی دشمنی کریں۔ تاکہ میرے خدا کی محبت میرے لئے اور زیادہ جوش مارے۔

جو شخص قوم کا مفید وجود بننا چاہتا ہے ضروری ہے کہ وہ ایثار سے کام لے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ آخری زمانہ میں ایک عظیم الشان فتنہ برپا ہوگا جو سب لوگوں پر چھا جائے گا۔ اس وقت مومن وہی ہوگا جو ایثار کرے گا اور سمجھے گا کہ قوم کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ میں اپنا حق چھوڑوں اور خلوت اختیار کر لوں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب انسانی اخلاق میں تنزل پیدا ہو جاتا ہے تو عام طور پر انسان خواہ مخواہ ہر چیز کو اپنا حق تصور کر لیتا ہے اور ایثار کا لفظ کہہ کر اسے اسی قسم کی حرکات سے روکا گیا ہے۔ اگر کسی قوم کے افراد میں ایثار کا مادہ نہیں پایا جاتا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ جب حضرت معاویہؓ سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کی خلافت کا اعلان کیا تو انہوں نے لوگوں کو مدینہ میں اکٹھا کیا اور یزید کے متعلق کہا کہ میں چاہتا ہوں میرے بعد میرا بیٹا میرا جانشین ہو۔ کیونکہ یہ ایک ایسے خاندان کا فرد ہے جو عرب میں معزز سمجھا جاتا ہے۔ اور پھر اسے خدمت کا موقع ملا ہے۔ اس لئے ان کا حق ہے کہ خلافت انہی کو ملے۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ کا یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ میری تائید کریں گے۔ تردید نہیں کریں گے۔ اور میں یزید کی خلافت کا اعلان کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اس وقت ایمان لائے تھے جب حضرت معاویہؓ کا باپ ابوسفیان کفر کی سرداری کر رہا تھا۔ بلکہ حضرت عمرؓ بھی ابھی ایمان نہیں لائے تھے۔ آپ اس مجلس میں موجود تھے آپ فرماتے ہیں میں پٹکا باندھے بیٹھا تھا۔ جب معاویہ نے کہا کہ ہمارے خاندان کا حق ہے کہ اسے خلافت ملے اور میرا بیٹا مستحق ہے کہ وہ میرے بعد خلیفہ ہو تو میں نے چاہا کہ پٹکا کھولوں اور کھڑا ہو کر کہوں کہ بادشاہت کا حق دار وہ ہے جو اسلام کی تائید میں اس وقت تلوار چلا رہا تھا جب تمہارا باپ کفر کی سرداری کر رہا تھا۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ اس طرح فتنے کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس لئے میں نے دوبارہ پٹکا باندھ لیا اور خاموش رہنا ہی بہتر خیال کیا۔ یہ ایثار ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یزید کے مقابلہ میں دکھایا۔ آپ کے مقابلہ میں یزید کوئی نسبت ہی نہ رکھتا تھا۔ وہ تو ایک خبیث انسان تھا۔ آپ کے مقابلہ میں ابوسفیان اور حضرت معاویہ کی بھی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ وہ ابتدائی ایمان لانے والوں میں سے تھے اور اس وقت ایمان لائے تھے جب حضرت عمرؓ بھی ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

آپ جب ایمان لائے تو آپ کی عمر ۱۵ سال کی تھی اور اپنے باپ سے کئی سال قبل آپ ایمان لے آئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو اس قدر عشق تھا کہ بعض اوقات حضرت عمرؓ فرماتے تھے فلاں بات عبداللہؓ سے پوچھ لو کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو زیادہ جانتا ہے یعنی آپ کی فضیلت کو حضرت عمرؓ بھی تسلیم کرتے تھے۔ یزید کے مقابلہ میں ان کا حق تو مسلّم تھا۔ لیکن انہوں نے اپنا حق چھوڑ دیا اور کہا میں لوگوں کو فتنہ میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ یزید خلیفہ بنتا ہے تو بنے۔ دو میں کیوں فتنہ کا موجب بنوں لیکن میں کہتا ہوں کاش حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس موقع پر خاموش نہ رہتے بلکہ بول پڑتے۔ وہ حکومت کے یقیناً حقدار تھے۔ اگر وہ حکومت حاصل کر لیتے تو یقیناً اسلامی حکومت میں جو فوراً تنزل شروع ہو گیا تھا۔ وہ نہ آتا اور اسلام کی ترقی کا دور لمبا ہو جاتا۔ ہم حضرت معاویہ کی خلافت کے قائل نہیں۔ وہ ایک بادشاہ تھے اور بادشاہ ہونے کے لحاظ سے ایک اچھے بادشاہ تھے۔ اُخروی لحاظ سے وہ صحابی اور نیک آدمی تھے لیکن خلیفہ نہیں تھے۔ ان کے پاس خلافت آئی نہیں۔ خلافت دو ہی صورتوں میں ان کے پاس آسکتی تھی یا تو خدا تعالیٰ انہیں خلیفہ مقرر کر دیتا یا مسلمان جمہور انہیں خلیفہ منتخب کر لیتے۔ اگر انہیں خلیفہ سمجھا جائے تو سوال پیدا ہوگا کہ ان کے پاس خلافت کہاں سے آئی۔ ظاہر ہے کہ نہ تو انہیں خدا تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کیا تھا اور نہ جمہور مسلمانوں نے انہیں خلیفہ منتخب کیا۔ اسی لئے وہ خلیفہ نہیں کہلا سکتے۔

غرض حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سوچا کہ دنیاوی بادشاہت تو ایک جسمانی چیز ہے۔ روحانی چیز نہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے جو روحانی مرتبہ دیا ہے وہ چھوڑ کر میں جسمانی چیز کے پیچھے کیوں پڑوں اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ خلافت کی بجائے اس چیز کو دیکھتے کہ مسلمانوں کی گردنیں کس ہاتھ میں جارہی ہیں تو وہ اس بارہ میں ایثار نہ دکھاتے۔ اور یہ امر مسلمانوں کے لئے یقیناً خوش قسمتی کا موجب ہوتا۔ دنیا میں یزید کو سب کچھ کہا گیا ہے۔ اور شیعوں نے تو اسے اتنی گالیاں دی ہیں کہ زمین اور آسمان ملا دیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں، سب سے بڑی گالی وہ تھی جو خود اس کے بیٹے سے اسے ملی۔

باقی صفحہ ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے متعلق ایک نوٹ

ذیل کا مضمون حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک غیر از جماعت دوست کے استفادہ کے لئے تحریر فرمایا تھا۔

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب جو قادیان کے مشہور مغل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جناب مرزا غلام احمد صاحب بانی جماعت احمدیہ کے (زوجۂ اوّل سے) فرزندِ اکبر تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب غالباً ۱۸۵۴ء میں یا اس کے قریب پیدا ہوئے تھے۔ اور قریباً اسّی سال کی عمر پا کر ۱۹۳۱ء میں فوت ہوئے۔

ابتداء میں انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی بیعت نہیں کی اور یہ کہہ کر الگ رہے کہ میں اتنی پابندیاں نہیں اٹھا سکتا۔ مگر پنشن پر ریٹائر ہونے کے بعد وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنے برادرِ خورد جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

مرزا سلطان احمد صاحب نائب تحصیلدار کے عہدہ سے اپنی ملازمت کا آغاز کر کے افسر مال کے عہدہ تک پہنچے۔ اور چند دن تک گوجرانوالہ میں قائم مقام ڈپٹی کمشنر بھی رہے تھے۔ پنشن کے بعد ریاست بہاولپور میں وزیر مال کے جلیل القدر عہدہ پر بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ ملازمت کے دوران میں مرزا صاحب موصوف کا دامن ہر جہت سے بے داغ رہا۔ آپ کے دل میں مسلمانوں کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مگر دوسری قوموں کے ساتھ بھی ہمیشہ انصاف کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ تصنیف میں بھی مرزا سلطان احمد صاحب کو خاص شغف تھا اور کبھی کبھی شعر کا شغل بھی کر لیتے تھے۔ ان کی تصنیفات میں ایک اعلیٰ ہستی۔ علوم القرآن۔ اساس القرآن۔ فنون لطیفہ۔ ضرب الامثال۔ زمیندارہ بنک۔ اور چند نثر نما نظمیں زیادہ معروف ہیں۔ پنجاب میں جو ایکٹ انتقالِ اراضی مسلمانوں کی جائیدادوں کو ہندو ساہوکاروں سے محفوظ کرنے کے لئے اوائل بیسویں صدی میں بنا تھا اس میں مرزا صاحب موصوف کی تجاویز اور کوشش کا بھی بڑا دخل تھا۔

مرزا صاحب کے دوستوں کا حلقہ بہت وسیع تھا اور اس میں ہر فرقہ اور ہر مشرب کے لوگ شامل تھے۔ خان بہادر میاں جلال الدین صاحب رئیس باغبانپورہ خان بہادر میاں نصیر الدین رئیس لاہور فقیر الدین صاحب رئیس لاہور۔ مولوی محرم علی صاحب چشتی لاہور ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب لاہور۔ خان بہادر میاں امیر الدین صاحب اور لالہ بیج ناتھ صاحب کے ساتھ خاص تعلقات تھے۔ شگفتہ مزاجی اور دوست نوازی مرزا صاحب موصوف کا خاص وصف تھا۔

فہرست کتب حضرت مرزا سلطان احمد صاحب

۱۔ فرحت
۲۔ چند نثر نما نظمیں
۳۔ (مجموعہ) ایک اعلیٰ ہستی۔ جبر و قدر
۴۔ ایک اعلیٰ ہستی
۵۔ مرآۃ الخیال یعنی مثل فلاسفہ
۶۔ فنون لطیفہ
۷۔ ضرب الامثال
۸۔ صدائے الم
۹۔ نظم خیال
۱۰۔ زمیندارہ بنک
۱۱۔ علوم القرآن
۱۲۔ اخلاق۔ مذہب۔ قانون
۱۳۔ اساس الاخلاق
۱۴۔ چودہ عدد فائل ہائے مختلف مضامین۔
۱۵۔ مثنوی اسرار خودی ایک قلمی مضمون
۱۶۔ الوجد

کل تصانیف (چھوٹی بڑی) غالباً ۷۰ کے قریب ہونگی۔

تاریخ وفات ۲۔ جولائی ۱۹۳۱ء
(الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۶۷ء)

بقیہ از صفحہ ۳ سے آگے

اور وہ اس کا وہ فعل تھا جو اُس نے یزید کی وفات کے بعد خلافت قبول نہ کرنے کے بارے میں کیا۔ میرے نزدیک اس کا خلافت کو قبول نہ کرنا ایک بہترین گواہی تھی اس امر پر کہ معاویہ کا یہ فیصلہ غلط تھا کہ یزید بادشاہت کا مستحق ہے۔

شذرات — نون سین

جاپان اور جنگی اخراجات

جاپان کے اندر یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ وزیرِ اعظم کائفو کی حکومت روز بروز ضرورت سے زیادہ امریکہ نواز ہو رہی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ صدر بُش کی باتیں ان کے لئے حکم کا کام دیتی ہیں۔ مثلاً پہلے یہ بات سامنے آئی کہ صدر بُش اقتصادی توازن قائم کرنا چاہتے ہیں اس لئے جاپان کو امریکہ کے ساتھ تجارت میں ان کی دی ہوئی پالیسی پر عمل کرنا چاہیئے اور اس کے بعد جب خلیج میں جنگ شروع ہوئی تو صدر بُش نے اپنے اور اتحادیوں کے لئے جاپان سے ۹ بلین ڈالر کی رقم طلب کی۔ ان دونوں باتوں کو جاپانی اچھی نظر سے نہیں دیکھتے چنانچہ اب ایسی آوازیں اُبھرنے لگی ہیں جو چاہتی ہیں کہ جاپان اپنے فیصلے خود کرے اور دُنیا پر یہ ثابت کر دے کہ وہ اقتصادی سُپر پاور ہے۔ کائفو کو اب یہ مشورہ دیا جا رہا ہے کہ امریکہ اور جاپان کے چاہے دو طرفہ تعلقات کچھ ہی ہوں ان سے ہٹ کر جاپان کی حکومت اور جاپانی لوگوں کو اپنے فیصلے کرنے چاہئیں اور وہ فیصلے ایسے ہوں جو عالمی برادری کے لئے مقبول بھی ہوں اور مرعوب بھی۔

جاپان کے نوبوؤ ماٹسو ناگا (NOBUO MATSUNAGA) جو ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۹ء تک واشنگٹن میں جاپان کے سفیر تھے اور اب جاپان انسٹی ٹیوٹ برائے عالمی امور جس کا بجٹ وزارتِ خارجہ مہیا کرتی ہے کے صدر ہیں۔ ماٹسو ناگا کا خیال ہے کہ خلیج کی جنگ نے جو تباہی پھیلائی ہے۔ اس کی تعمیرِ نو کے لئے جاپان کو اپنی خدمات پیش کرنی چاہئیں۔ یہ معاملہ جاپان میں خاصا حساس معاملہ ہے کیونکہ ابھی تک حکومت اپنی پارلیمنٹ کو یہ بھی باور نہیں کرا سکی کہ جنگی اخراجات کے لئے ۹ بلین ڈالر دینا ضروری ہے۔ یہ بات زیادہ سے زیادہ واضح ہوتی چلی جا رہی ہے کہ ایران خلیج کی تعمیرِ نو میں خاصا اہم کردار ادا کرے گا اور جاپان اور ایران کے تعلقات اس سے زیادہ بہتر ہیں۔ جتنے کہ ایران اور امریکہ کے ہیں۔ یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ جاپان امریکہ اور تہران کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے کوشش کرے۔

ماٹسو ناگا کہتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں واشنگٹن اور تہران سے کہوں کہ آپ دونوں کے تعلقات بہتر ہو جانے چاہئیں۔ نہ صرف آپ کے دونوں ملکوں کے لئے بلکہ اس سارے علاقے کے لئے اور اس سے آگے بڑھ کر میں کہوں گا کہ ساری دُنیا کے لئے۔ ماٹسو ناگا یہ بھی چاہتے ہیں کہ جاپان تنظیم آزادیٔ فلسطین کے رہنماؤں سے بھی گفت و شنید کر کے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ ان کے ذریعے خلیج میں امن کے قیام کا امکان ہے۔ اگرچہ اس وقت سب سے اہم معاملہ جو کائفو کی حکومت کے درپیش ہے وہ ۹ بلین ڈالر کی جنگی امداد کی منظوری ہے۔ اگر پارلیمنٹ اس رقم کی ادائیگی کی منظوری نہ دے سکی تو نہ صرف کائفو کی حکومت اپنے آپ کو کمزور ثابت کرے گی اور اس سے یہ پتہ چل جائے گا کہ وہ حکمرانی کے قابل نہیں ہے بلکہ جاپان بھی کسی حد تک اپنے وقار کو دھچکا لگائے گا کیونکہ عالمی برادری یا وہ جنہوں نے یہ رقم لینے کا مطالبہ کیا تھا۔ یہ سمجھیں گے کہ وعدہ کرنے کے باوجود وعدہ خلافی کی گئی ہے اس لئے اس وقت سب سے زیادہ کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ جنگی اخراجات کے لئے ۹ بلین ڈالر کی رقم پارلیمنٹ سے منظور کروائی جائے۔

زمینی جنگ میں عجلت

صدر میخائل گورباچوف نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ عراق اور امریکی اتحادیوں کے درمیان اختلافات اتنے زیادہ نہیں تھے۔ کہ ان سے خلیج کی زمینی جنگ کا جواز پیدا ہو سکتا۔ یہ بات مسٹر گورباچوف کے ذاتی مشیر پریماکوف نے امریکہ کے رسالہ "ٹائم" کو بتائی ہے۔ ایک دو صفحاتی مضمون میں پریماکوف نے تفصیلاً بتایا ہے کہ ماسکو نے زمینی جنگ نہ ہونے دینے کے لئے کیا سفارتی کوششیں کی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ خود بغداد گئے اور عراقی صدر صدام کو گورباچوف کا پیغام پہنچایا۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ ہمیں ایک بنکر میں

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر بشارت الرحمٰن - ربوہ

طلبِ علم اور طالبِ علم کا بلند مقام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی اور عبودیت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ننگے بدن انسان اگر کسی کھردری چٹائی پر سو جائے تو بعض اوقات چٹائی کے نشانات جسم پر ثبت ہو جاتے ہیں۔ انہیں عربی زبان میں عبادت کہتے ہیں۔ آمد و رفت کی کثرت کی وجہ سے جس راستہ کی مٹی اتنی باریک اور ہموار ہو جائے کہ پاؤں کے نشان اس پر ثبت ہو جائیں اُسے طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ یا مَوْرٌ مُعَبَّدٌ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کمالِ اطاعت اور استعلاءِ محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہونے اور الٰہی رنگ میں رنگے جانے کو عبادت کہا جاتا ہے۔ جوں جوں انسان خدا تعالیٰ کے قرب میں ترقی کرتا ہے۔ یہ الٰہی رنگ شوخ سے شوخ تر ہوتا چلا جاتا ہے

عبادت کے طریقے اور عبداللہ بننے کے بے شمار ذرائع ہیں۔ ان میں سے ایک طلبِ علم بھی ہے۔ علم سے سب سے پہلی مراد تو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان ہی ہے اور بعض دوسرے علوم بھی اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان کے حصول میں ممد ہو سکتے ہیں۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم کو حاصل کرو خواہ اس کی خاطر چین جیسے دور دراز ملک جانا پڑے۔ آپ کے غلاموں نے اس پر لفظی عمل کر کے بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ایک صحابی چین کے شہر کینٹن تک پہنچے اور وہیں دفن ہوئے۔ دوسرا حکم ہمارے آقا نے اپنے غلاموں کو یہ دیا کہ پنگوڑھے سے لے کر قبر میں داخل ہونے تک علم حاصل کرتے چلے جاؤ۔

بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ آجکل بہت سے طالب علم کہلانے والے اپنے دلوں میں علم کی طلب۔ علم کی بھوک اس کا شوق و ولولہ نہیں رکھتے۔ علمی اداروں میں داخلہ صرف امتحان پاس کرنے کے لئے لیا جاتا ہے اور امتحان بھی ادنیٰ دنیوی مقاصد کی خاطر دیئے جاتے ہیں۔

اگر ہمارے نوجوان اللہ تعالیٰ سے دعائیں کر کے اپنے اندر علم کی طلب اور بھوک پیدا کریں۔ حصولِ علم کو ہاں صرف حصولِ علم کو اپنی شب و روز کی محنت کا مقصد بنائیں تو امتحان بھی پاس ہو جائیں گے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا و قرب بھی حاصل ہو گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اعمال پر جو اجر مرتب ہوتا ہے وہ نیت کی بناء پر ہوتا ہے۔ ایک اچھا کام انسان خدا تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور اس کی رضا کی خاطر کرتا ہے۔ اس کا روحانی اجر اس دنیا میں اور آخرت میں دونوں جگہ اُسے ملتا ہے وہی نیک کام صرف بعض دنیوی اغراض کی خاطر کیا جاتا ہے تو آخرت میں اس کا کوئی اجر نہیں ملتا۔ بلکہ اعلان کیا جاتا ہے کہ "ہم قیامت کے روز ان کے اعمال میں کوئی بھی وزن نہیں رکھیں گے"۔

کیا ہی اچھا ہو اگر ہمارے احمدی طلبہ کے لئے طلبِ علم کا مقصد خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی ہو۔ رضا الٰہی کے لئے جب علم کی طلب ہو گی تو انسان اُس میں مقدور بھر کوشش کرے گا اور دعائیں بھی کرے گا۔

امتحانات کا درحقیقت اصل تعلق تو اساتذہ اور والدین سے ہوتا ہے۔ ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ اگاہے گاہے اس کی صحت اور فربہی و توانائی کا جائزہ بھی لیتی ہے۔ وزن بھی کرتی ہے۔ دیگر ذرائع سے بھی اس امر کا جائزہ لیتی ہے کہ میرا بچہ کس قدر صحت و توانائی میں ترقی کر گیا ہے۔ بچہ اس لئے دودھ نہیں پیتا کہ تین ماہ کے بعد اس کی ماں نے پھر اس کا وزن نوٹ کرنا ہے۔ بچہ کو دودھ کی بھوک ہوتی ہے جو دور نہ ہو تو وہ روتا اور چلاتا ہے۔ لیکن سہ ماہی وزن کے جائزے کے ساتھ بچے کو کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

اسی طرح ہمارے احمدی طلباء کو امتحانات سے بالا ہو کر ایک شدید بھوک پیدا کر کے علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اپنے علمی جسم کو بڑھاتے چلے جانا چاہیئے اور رفتار میں اس قدر تیزی پیدا کر لینی چاہیئے کہ جس وقت امتحان کا وقت آئے تو امتحان کا معیار اور لیول نیچے رہ جائے اور ہم اُس سے بہت اُوپر نکل چکے ہوں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ امتحان کو سامنے رکھ کر امتحان کی خاطر بعض مخصوص تیاریاں نہیں کرنی چاہئیں۔ مگر یہ سب کچھ علم کی بھوک کی وجہ سے اور حصولِ علم کے جنون کے تحت ہونی چاہئیں کیونکہ امتحانوں کے پاس کرنے اور ان میں اعلیٰ سے اعلیٰ مارکس حاصل کرنے کے بھی کچھ گُر ہیں اور امتحانوں کی علمی تیاری کرنے کے بھی بعض گُر ہیں جن کے ذریعہ برسوں کا کام مہینوں میں کیا جا سکتا ہے اور علم ہمیشہ کے لئے ہمارے وجود کا حصّہ بن جاتا ہے۔

خاکسار چودہ پندرہ سال تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ایم اے عربی کلاس کا انچارج رہا ہے۔ ایک دفعہ خاکسار نے کالج ہال میں کالج کے سب طلبہ کے سامنے "امتحان کی تیاری کے گُر" کے عنوان پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ لیکچر دیا۔ اپنی ایم اے عربی کی طالبات کو سٹیج پر ایک سکرین کے اندر بٹھا دیا تا وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ ایک طالبہ کو ہدایت کی کہ وہ لیکچر کے نوٹس اس طرح لے کہ بعد میں ایک مضمون کی صورت میں الفضل میں اشاعت ہو سکے۔

اِس طالبہ نے وہ لیکچر ایک مضمون کی صورت میں مرتب کر کے جب مجھے دیا تو وہ مضمون کی نسبت روایات کا رنگ رکھتا تھا۔ ہر دوسرے تیسرے جملہ کے بعد یہ آتا تھا کہ "اس کے بعد صوفی صاحب نے فرمایا" افسوس کہ وہ مضمون اسی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا۔

آج خیال آیا کہ کیوں نہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے خواہ چند باتیں ہی ہوں طلبہ تک پہنچائی جائیں۔ آج کے لئے خاکسار نے اسی امر کو چنا ہے کہ طالب علم کا بلند مرتبہ و مقام۔ طلبہ کے ذہن نشین کرایا جائے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ اُسے خیر اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے اسی طرح فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کی تلاش میں نکلے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے (حقیقی) طالب علم کے کام (اور محنت) پر خوش ہو کر اس کے آگے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ اور علم حاصل کرنے والے کے لئے زمین و آسمان میں دعائیں کرنے والے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے حق میں دعا کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی دوسرے ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کا (حقیقی) ورثہ علم و عرفان ہے جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیبہ اور خیرِ کثیر حاصل کرتا ہے۔

پس خاکسار تمام احمدی طلبہ سے اپیل کرتا ہے کہ امتحانات کی خاطر نہیں بلکہ علم کو علم کی خاطر حاصل کریں اور اپنے لئے اسے فریضہ گردانیں کیونکہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں یہی حکم ہے کہ علم کا طلب کرنا آپ کے غلاموں کے لئے ایک فریضہ ہے مردوں کے لئے بھی اور خواتین کے لئے بھی۔ حصولِ علم کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک صراطِ مستقیم مقرر کیا ہے۔ اسے اپنائیں اور اس پر چلیں۔ یہ درست ہے کہ نفلی زائد اعمال کے بغیر انسان خدا تعالیٰ کا مقرب نہیں بنتا۔ مگر یاد رکھیں کہ فرائض کو چھوڑ کر نفلی عبادات قبول ہی نہیں ہوا کرتیں۔ طلبِ علم ایک فریضہ ہے پھر اس رفتار سے ترقی کریں کہ امتحان ہماری علمی بلندی سے کہیں نیچے رہ جائے۔ امتحان قریب آئے تو ہمارا ولولہ اور خوشی بڑھنے لگے جیسا کہ ایک شکاری شکار کے لئے نکلتا ہے تو اس میں ایک ولولہ اور جوش ہوتا ہے کہ اپنا تھیلا نخچیروں سے بھر کر لاؤں گا۔

علم کی بھوک حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مسلسل عاجزانہ دعائیں کرنی چاہئیں۔

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی اور رحمت نازل فرماتا چلا جائے۔)

ذیابیطس

- ذیابیطس میں پرہیز علاج سے زیادہ اہم ہے۔
- تھکن محسوس ہونا۔ پیاس لگنا۔ پیشاب زیادہ آنا ذیابیطس کی علامات ہیں۔
- ذیابیطس لبلبے کی خرابی اور انسولین کی کمی کے باعث لاحق ہوتی ہے۔
- ذیابیطس دل۔ گردوں آنکھوں اور اعصابی بیماریوں کا باعث بھی بنتی ہے۔
- خوراک، ورزش، نماز، وزن میں کمی۔ سگریٹ نوشی سے اجتناب علاج میں معاون ہو سکتی ہے۔
- ذیابیطس کے مریض ضروری معلومات کا کارڈ ہر وقت جیب میں رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملائیشیا

ملائیشیا کا نظام حکومت مختلف تاریخی عوامل کا نتیجہ ہے اسکے لئے ہم ملائیشیا کی تاریخ کا مختصراً ذکر کریں گے۔ ملائیشیا دنیا کے ان علاقوں میں سے ایک ہے۔ جہاں لاکھوں سال پہلے بھی انسان رہتے تھے یہ لوگ غاروں میں رہا کرتے تھے۔ اور پتھروں کے اوزار بنا کر جانوروں کا شکار کیا کرتے تھے۔ ۲۰۰۰ قبل مسیح تک یہاں کے لوگوں کا ذریعہ روزگار کاشتکاری، جانور پالنا، اور مٹی کے برتن بنانا تھا۔ ۶۰۰ قبل مسیح تک یہاں پر دھاتوں کے اوزار عام ہو چکے تھے۔ دوسری صدی قبل مسیح میں یہاں بہت سے ہندو تاجر آئے۔ انہوں نے یہاں پر ہندومت پھیلایا اور بہت سی ہندو بادشاہتیں قائم ہوئیں۔ اسکے بعد زمانہ اسلام میں انڈونیشیا اور ملائیشیا میں عربوں کی آمدورفت شروع ہوئی۔ اور اسلام پھیلنا شروع ہو گیا۔ بادشاہوں اور رعایا نے اسلام قبول کرنا شروع کیا اور تھوڑے عرصہ میں ہی انڈونیشیا اور ملائیشیا کے بیشتر حصوں میں اسلام پھیل گیا۔ ۱۴۰۲ میں ملاکا کے ہندو راجہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اور اپنا نام تبدیل کر کے سلطان محمد سکندر شاہ رکھ لیا۔ اسکی اولاد کے زمانہ میں سلطنت بہت وسیع ہو گئی۔ اور یہاں پر اسلامی تہذیب و تمدن کے آثار گہرے ہوتے چلے گئے۔ حتی کہ ملائی زبان کے لئے عربی رسم الخط اپنایا گیا اور سلطنت میں اسلامی قوانین نافذ کئے گئے۔ ۱۹۱۱ء میں پرتگیزیوں نے سخت مزاحمت کے بعد ملائیشیا پر قبضہ کر لیا۔ اسکے بعد ولندیزیوں نے پرتگیزیوں کو اور پھر انگریزوں نے پرتگیزیوں کو شکست دے کر ملائیشیا پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ لیکن انہوں نے یہاں کے مقامی حکمرانوں کا اقتدار بھی باقی رہنے دیا۔ جنگ عظیم دوئم کے دوران جاپانیوں نے قبضہ کر لیا۔ لیکن جنگ میں ان کی شکست کے بعد انگریز بالآخر ۱۹۶۳ء میں عوام کو آزادی دینے پر مجبور ہو گئے۔ اور ملائیشیا ایک آزاد ملک بن گیا۔ ملائیشیا کی آزادی میں یہاں کے مقامی حکمرانوں کا بڑا اہم کردار تھا۔ اسلئے جب ملک آزاد ہوا تو ان کو تحفظ عطا کئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ملائیشیا ایک جمہوری ملک ہے۔ لیکن ایک آئینی سربراہ کی حیثیت سے ۵ سال کیلئے بادشاہ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ آج کل مہاتیر محمد ملائیشیا کے وزیر اعظم ہیں۔

سراوک ملائیشیا کی سب سے بڑی ریاست ہے۔ جسکا رقبہ ۱۲۴،۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ آبادی تقریباً ۱۴ لاکھ ہے۔ سراوک کے اصل باشندے ایبان ریاست کی آبادی کا ۳۰ فیصد ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ یہ لوگ قبل از تاریخ کے انسانوں جیسی زندگی گذارتے تھے۔ جنگ و جدل کی طرف مائل یہ لوگ دشمن کے سر جمع کرتے تھے تاہم اب یہ ماضی کی باتیں رہ گئی ہیں۔ اب یہ لوگ ملائیشیا کی جدید زندگی میں مدغم ہو گئے ہیں۔ تاہم اب بھی تہواروں خصوصاً ناچ گانوں میں ان کا ماضی جھلکتا ہے۔ سراوک میں قسم قسم کے پرندے اور دوسرے جانور بھی بڑی تعداد میں ہیں۔ ایک قسم کا بندر جو جو انسان کی طرح دو ٹانگوں سے چلتا ہے یہاں کا مشہور بن مانس ہے۔ سراوک اور صباح میں گوشت خور پودے بھی پائے جاتے ہیں۔ جو کیڑوں مکوڑوں کو اپنے کیپسول کے اندر بند کر کے ہضم کر لیتے ہیں۔ سراوک کی سرکاری نرسری ایک عظیم الشان عمارت ہے جو ۱۹۶۸ء میں مکمل کی گئی۔ ملائیشیا کے بارے میں دوسری معلومات یہ ہیں۔ یہ معلومات ۱۹۸۴ء کے اعداد و شمار پر مبنی ہیں۔

ملک کے ۳۰ فیصد لوگ شہری اور ۷۰ فیصد لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں۔

۹۲ فیصد بچے سکول جاتے ہیں۔ جن میں ۵۳ فیصد ثانوی تعلیم کے لئے اور ۵ فی صد اعلیٰ تعلیم کے لئے رہ جاتے ہیں۔

ملک میں ۱۵۰۰ کلومیٹر لمبی ریلوے لائن اور ۳۷۱۴ کلومیٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ ربڑ، چاول، پام آئل عمارتی لکڑی اور ناریل اہم پیداوار ہیں۔ قدرتی وسائل میں تیل، ٹن، بکسائٹ اور کوئلہ اہم معدنیات ہیں۔ کان کنی ربڑ کی تیاری۔ لکڑی کی مصنوعات اور تیل صاف کرنا ملک کی اہم صنعتیں ہیں۔ اوسط عمر ۶۴ سال ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں ملائیشیا نسبتاً ایک خوشحال ملک ہے۔ یہ تھیں ملائیشیا کے بارے میں کچھ اہم باتیں۔

سید ظہور احمد شاہ

گندم کی پیداوار بڑھانے کے طریق

اگرچہ کاشت کے جدید طریقے اپنا کر مغربی ممالک کے اکثر زمیندار گندم کی فی ایکڑ پیداوار ۹۰ سے ۱۰۰ من تک بھی حاصل کر رہے ہیں لیکن امریکہ اس مقابلے میں بھی تمام دنیا میں سب سے آگے ہے۔ حال ہی میں سالسبری امریکہ کی ایک گندم کاشت کرنے والی کمپنی نے فی ایکڑ پیداوار کا ایک نیا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس کمپنی نے پچھلے ریکارڈ میں ۷ من فی ایکڑ کا اضافہ کر کے ۱۰۷ من فی ایکڑ کا نیا حیران کن ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان ممالک کی ٹھنڈی اور مرطوب آب و ہوا کے علاوہ گندم کی فصل کا لمبا دورانیہ بھی ان کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اصل بنیادی بات یہ ہے کہ یہ ممالک دیگر عناصر پر بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ یہ ہدف حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تمام فصلوں کی کاشت میں زمین کی تیاری، فصل کی مناسب وقت پر کاشت، بیج کا بنیادی طور پر اعلیٰ اور آمیزش سے پاک ہونا، کاشت کے وقت وتر کا صحیح ہونا، زمین اور آبپاشی کے پانی کا کلراٹھے اثرات سے پاک ہونا اور فصل کا مناسب وقت پر اور تعداد میں آبپاشی کا اہتمام، فصل کی بذریعہ ڈرل کاشت تاکہ پودے صحیح تعداد میں اور صحیح فاصلے پر اُس کے علاوہ فصل پر ایسی دوائیں حاصل ہو سکیں، کھادوں کی صحیح مقدار اور صحیح طریقے سے استعمال، فالتو جڑی بوٹیوں کا انسداد، فصل کے دشمن کیڑوں اور بیماریوں کی بروقت نشان دہی اور ان کے استیصال کے لئے مناسب اور صحیح مقدار میں دوائیوں کا سپرے، فصل کے پک جانے پر اس کی عین وقت پر برداشت، جیسے عوامل کے متعلق اگر ایک کاشتکار توجہ سے کام لے تو وہ اپنی پیداوار کو حیران کن حد تک بڑھا سکتا ہے۔ دوسرا توجہ طلب مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان تمام عوامل میں سے آپ نے کسی ایک پر بھی کوتاہی کی تو وہ اپنا اثر دوسروں پر فوراً ڈالے گا جس سے آپ کی اس فصل پر اٹھنے والے اخراجات بہت زیادہ ہوں گے اور آپ فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس کی ایک بدیہی مثال جو کہ ہمارے ملک میں بھی ہر کاشتکار جانتا ہے یہ ہے کہ اگر آپ کھادیں تو پوری دیں لیکن بروقت پانی میں کمی کر دیں تو پھر ان کھادوں کا اثر بہت کم ہو گا۔ بلکہ بعض دفعہ ہو سکتا ہے نقصان کی صورت میں بھی ظاہر ہو۔ اس لئے فصلات کی کاشت میں نہ صرف تمام عوامل پر بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ ہر عامل علیحدہ علیحدہ بھی اسی توجہ کا مستحق ہوتا ہے تو اگر ہم ان تمام عوامل پر بھرپور توجہ دیں تو ہم بھی دوسرے ممالک کی طرح پیداوار کا بہتر ہدف حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ تمام عوامل اگرچہ تمام کے تمام ضروری ہیں لیکن دو تین ایسے ہیں جن پر ہمارے کاشتکار اگر تھوڑی زیادہ توجہ دیں تو بہت بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

ان میں سب سے پہلا نمبر بیج کا ہے ترقی یافتہ ممالک کے کاشتکار نہ صرف اچھا بیج استعمال کرتے ہیں بلکہ وہ ہمیشہ نئی سے نئی زیادہ پیداوار دینے والے بیجوں کے اقسام کا استعمال کرتے ہیں۔ مغربی ممالک کے کاشتکار ماہرین کی طرف سے تصدیق شدہ بیج کے علاوہ دوسرا بیج استعمال نہیں کرتے لیکن اس کے مقابل میں آج بھی اگر زیادہ نہیں تو ہمارے کم از کم ۷۰ فیصد کاشتکار اپنا ہی پچھلی فصل کا رکھا ہوا بیج جو کہ ہمہ قسم کی بیماریوں والے دانوں اور جڑی بوٹیوں کے بیجوں کی ملاوٹ والا ہوتا ہے، استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ گندم کا تصدیق شدہ بیج سیڈ کارپوریشن سے باآسانی موسم پر دستیاب ہوتا ہے اور عموماً اس کی قیمت بھی دوسرے بیج سے گو تھوڑی زیادہ ہوتی ہے لیکن اتنی زیادہ بھی نہیں کہ اس کو خریدنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو۔ تو محض اگر کاہلی سستی یا جہالت کے سبب کوئی کاشتکار اس بیج کا بندوبست نہیں کرتا تو سوائے اس کی اور ملک کی بدقسمتی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں بہرحال محکمہ زراعت کے عملے کی غفلت بھی کافی حد تک ذمہ دار ہے جو کاشتکاروں کو تصدیق شدہ بیج کے بھرپور فوائد سے پوری طرح آگاہ نہیں کر سکے اور اس طرح کاشتکار کو اس طرف راغب نہیں کر سکے۔

دوسرا بڑا عامل کھادوں کا ہے جس طرح ہمارے کاشتکار بیج کی مقدار بھی ترقی یافتہ ممالک کے کاشتکاروں کے مقابلے میں کم استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح کھادوں کا استعمال بھی بہت کم کیا جاتا ہے اور یہ پیداوار پر اثر کرنے والا بہت بڑا

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نونہالانِ جماعت

بچوں کا کالم

میرے پیارے بچو! یہ دُعاؤں کا مہینہ ہے۔ دُعائیں تو ہر وقت اور ہر لمحہ کی جاسکتی ہیں لیکن یہ مہینہ خصوصیت سے دُعاؤں کا ہے اس مہینہ میں دُعائیں زیادہ خلوص کے ساتھ کی جا سکتی ہیں اور اس لئے قبول بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ اُمید ہے آپ اس مہینہ میں خوب خوب دُعائیں کر رہے ہوں گے۔ اپنی دُعاؤں میں دینِ حق کی ترقی، پیارے امام جماعت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اور درازیٔ عمر اور مقاصدِ دینیہ کی کامیابی۔ جماعت کے تمام افراد کے ایمان و اخلاص کے لئے۔ جماعت کی دینی اور علمی ترقی کے لئے اور اپنے والدین اور رشتہ داروں اور دوستوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔

اچھا اب تقریر کا اقتباس۔ احمدی بچوں میں تو دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی خواہش دوسروں سے زیادہ ہونی چاہئیے۔ اُمید ہے آپ اس کی طرف خاص توجہ دیتے ہوں گے۔

واقعہ جنگِ اُحد

چنانچہ مثال کے طور پر میں اُحد کی جنگ کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ مدینہ میں آنے کے تین سال بعد کفار نے ۳۰۰۰ کا لشکر تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا۔ مدینہ مکہ سے ۲۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ دشمن اپنی طاقت پر ایسا نازاں تھا کہ مدینہ تک حملہ کرتا ہوا چلا آیا اور مدینہ سے آٹھ میل پر احد کے مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسکو روکنے کے لئے گئے تھے۔ آپؐ کے ساتھ ایک ہزار سپاہی تھے۔ آپؐ نے جو احکام دیئے اس کے سمجھنے میں ایک دستہ فوج سے غلطی ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن نے زور کر کے مسلمانوں کو اس قدر پیچھے دھکیل دیا کہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے نرغے میں رہ گئے۔ آپؐ نے جرات اور دلیری کا یہ نمونہ دکھلایا کہ باوجود اسکے کہ اپنی فوج ہٹ گئی تھی مگر آپؐ پیچھے نہ ہٹے اور دشمن کے مقابلے پر کھڑے رہے۔ جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے اور وہیں کھڑے رہے تو انہوں نے یک دم حملہ کر کے آپؐ تک پہنچنا چاہا۔ لیکن صرف ۱۲ آدمی آپؐ تک پہنچ سکے۔ اس وقت ایک دشمن نے پتھر مارا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ اور آپؐ کو بچاتے ہوئے کئی اور مسلمان قتل ہو کر آپ پر جا گرے۔ اور لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ ایک عاشق کی طرح تھے کہ میدان جنگ ہی میں ہتھیار ڈال کر بیٹھ گئے۔ اور رونے لگ گئے۔ ایک مسلمان جس کو اس امر کا علم نہ تھا وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا اور اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے۔ اُس نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا واہ اس سے بڑھ کر لڑنے کا موقعہ کیا ہوگا؟ جہاں ہمارا محبوب گیا ہے وہیں ہم جائیں گے یہ کہہ کر تلوار ہاتھ میں لے کر دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑا اور آخر کار مارا گیا جب اس کی لاش کو دیکھا گیا تو ستر زخم اس پر لگے ہوئے تھے۔

(ایک جان نثار صحابیؓ)

جو لوگ آپؐ کے پاس تھے۔ انہوں نے جب آپؐ کے جسم کو لاشوں کے نیچے سے نکالا تو معلوم ہوا کہ آپ زندہ ہیں۔ اسی وقت پھر لشکر اسلام جمع ہونا شروع ہو گیا۔ اور دشمن بھاگ گیا۔ اس وقت ایک مسلمان سپاہی اپنے ایک رشتہ دار کو نہ پا کر میدان جنگ میں تلاش کرنے لگا آخر اسے میدان جنگ میں اسے اس حالت میں پایا کہ اس کی دونوں لاتیں کٹی ہوئی تھیں اور سب جسم زخمی تھا اور اس کی آخری حالت معلوم ہوتی تھی۔ اس کو دیکھتے ہی اس زخمی نے پوچھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟۔ اس نے کہا کہ آپؐ خیریت سے ہیں۔ یہ سن کر اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور اس نے کہا کہ اب میں خوشی سے جان دوں گا پھر اس عزیز کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میری ایک امانت ہے وہ میرے عزیزوں کو پہنچا دینا اور وہ یہ ہے کہ ان سے کہنا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی امانت ہے۔ اس کی حفاظت تمہارے ذمے ہے دیکھنا اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرنا۔ اور یہ کہہ کر مسکراتے ہوئے جان دے دی۔

اچھا خدا حافظ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت سے رکھے اور لمبی عمر عطا فرمائے اور زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا میں گذرے۔

بقیہ: صـ۶ سے آگے

سبب ہے جس کا اندازہ آپ ہمارے کاشتکاروں اور مغربی ممالک کے کاشتکاروں کی کھادوں کے استعمال کی شرح سے لگا سکتے ہیں۔

	مغربی ممالک کے کاشتکار	پاکستانی کاشتکار
نائٹروجن	۷۷ تا ۱۱۰ کلو	۲۵ کلو
فاسفورس	۴۸ کلو	۱۲ کلو
پوٹاش	۶۰ تا ۸۱ کلو	۶ کلو

اب ان کھادوں کے تقابل سے ہی ہم سمجھ سکتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں پیداوار کی نسبت ۳ : ۱ ہی ہوگی۔

اس کے بعد نمبر پودوں کی تعداد کا آتا ہے۔ ہمارے ملک میں ابھی تک چھوٹے زمینداروں کی ایک بڑی تعداد چھٹے سے گندم کاشت کرتی ہے جبکہ پودوں کی صحیح تعداد اور صحیح فاصلہ حاصل کرنے کے لئے ڈرل سے کاشت ضروری ہے اور کسی ترقی یافتہ ملک میں بغیر ڈرل کے کاشت کرنے کا تصور موجود نہیں اور ڈرل سے کاشت کرنے کا اصلی اور بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پودوں کے آپس میں فاصلے کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور چونکہ ہر پودے کو اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے ایک جیسا رقبہ ملتا ہے۔ اس لئے کوئی پودا بھی کسی دوسرے سے کمزور رہ کر اجتماعی پیداوار میں کمی کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔ اور اس معاملے میں کسی فصل کا استثناء نہیں کیا جا سکتا۔

اور یہ آسانی سے سمجھ آنے والی بات ہے کہ تجربات کے بعد جو تعداد پودوں کی کسی فصل کے لئے سائنس دانوں نے مقرر کی ہے۔ اگر آپ اس سے کم یا زیادہ کریں گے تو نقصان اٹھائیں گے۔ اگر کم کریں گے تو اسی نسبت سے پیداوار کم ہو جائے گی اور اگر زیادہ کریں گے تو پودے پانی کھاد ہوا روشنی کی کمی کی وجہ سے اپنی پوری پیداوار نہیں دے سکیں گے۔ اس لئے یہ از حد ضروری ہے کہ جہاں پودوں کی تعداد کم نہ ہو وہاں زیادہ بھی نہیں ہونی چاہیئے اور ڈرل ایک ایسا آلہ ہے جو کہ آپ کو پودوں کی مطلوبہ تعداد مہیا کر سکتا ہے۔

سب سے آخر میں آپ کو یہ بھی بتاتے چلیں کہ ۱۷۰ من فی ایکڑ گندم کی پیداوار حاصل کر کے عالمی ریکارڈ قائم کرنے والی فرم "کلین ایکرز" ایک ایکڑ میں ۱۱۸ کلو نائٹروجن، ۵۵ کلو فاسفورس، اور ۸۵ کلو پوٹاشیم استعمال کرتی ہے کا سپرے کیا جاتا ہے جس سے پودے کا تنا مضبوط ہو جائے اور زیادہ سے زیادہ سٹوں اور ہر سٹے میں زیادہ سے زیادہ دانوں کو برداشت کر سکے۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

لے جایا جائے گا۔ جو بغداد سے بہت فاصلے پر ہو گا۔ لیکن دیکھنے میں یہ بات آئی کہ ہر بات معمول کے مطابق تھی۔ ہم ایک مہمان خانے میں لے جائے گئے۔ جو کہ شہر کے ایک کنارے پر واقع ہے۔ ایک جنریٹر چلایا گیا اور اسی وقت سارے مہمان خانے میں روشنی ہو گئی۔ اس کے بعد صدر صدام حسین اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ وہاں آ گئے بعد ازاں پریماکوف اور صدر صدام نے الگ بات چیت کی اور اس گفت و شنید میں سیاست کے بعض پہلو سامنے لائے گئے۔ یہ بھی کہا گیا کہ صدام حسین کویت سے اپنی فوجیں نکال لیں۔ سب اختلافات یقیناً زیادہ نہ تھے۔ اسی لئے اقوام متحدہ میں روسی نمائندے کو یہ ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ سیکورٹی کونسل کا فوری اجلاس بلانے کی درخواست کریں لیکن ۲۴ فروری کی صبح کو زمینی حملہ شروع ہو چکا تھا۔ اس دوران گوربا چوف نے بش کے ساتھ ۹۰ منٹ تک ٹیلیفون پر بات کی۔ پریماکوف کہتے ہیں کہ میں بھی وہاں موجود تھا۔ اور بش نے گوربا چوف کی تعریف کی لیکن انہوں نے اس بات پر شک کا اظہار کیا کہ بغداد کی پالیسی میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے۔ اس گفتگو کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا اور جنگ شروع ہو گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر کے تجزیہ نگاروں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ زمینی جنگ شروع کرنے کے لئے کافی وقت نہیں دیا گیا۔ اگر مزید وقت دیا جاتا تو یقیناً یہ تباہ کن جنگ لڑنے کی نوبت نہ آتی۔ اور جب عراق کی فوجیں کویت سے واپس جا رہی تھیں تو ان پر بم باری دنیا کا بدترین جنگی واقعہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزہ کا پس منظر

دُنیا کے تمام بڑے مذاہب میں لفظ روزہ مختلف شکلوں میں پایا جاتا ہے انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا میں روزہ کے تحت لکھا ہے کہ دُنیا کا کوئی باقاعدہ مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کا حکم نہ ملتا ہو بلکہ ہر مذہب میں روزوں کا حکم موجود ہے۔ تورات میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طور پر گئے تو انہوں نے ۴۰ دن رات کا روزہ رکھا۔ اور حضرت مسیحؑ کے متعلق انجیل میں ذکر ہے کہ آپ نے ۴۰ دن رات روزہ رکھا۔ بلکہ حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو روزہ کے آداب بھی بتائے کہ ریاء کاری سے روزہ نہ رکھا کرو۔ بلکہ محض خدا کی خاطر پوشیدگی سے روزہ رکھیں۔ انسائیکلو پیڈیا میں ہندو اور جین مت کے روزوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اور زرتشتی مذہب کے متعلق بھی لکھا ہے۔ کہ کنفیوشس نے اپنے پیروؤں کو روزے رکھنے کی تلقین کی تھی۔ بے شک ان روزوں کی شکلیں مختلف تھیں۔ کہیں وصال کے روزے تھے کہ متواتر آٹھ پہر کا روزہ رکھنا۔ کہیں تین تین چار چار دن کے روزے تھے۔ کہیں ایسے روزے پائے جاتے ہیں جن میں ہلکی غذا کھانے کی اجازت ہے جیسے ہندوؤں یا عیسائیوں کے روزے ہیں۔ کہیں صرف گوشت نہ کھانے کا روزہ ہے۔ العرض روزوں کی مختلف شکلیں مختلف قوموں اور مذہبوں میں نظر آتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عربوں میں بھی روزہ رکھنے کا رواج تھا چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ جاہلیت میں قریش رکھا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپؐ کو معلوم ہوا کہ یہود بھی دس محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا یہ دسویں محرم کو کیوں روزہ رکھتے ہیں تو بتایا گیا کہ دس محرم کو موسیٰؑ نے فرعون سے نجات پائی تھی اس لئے اس کے شکرانہ میں یہودی روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم مسلمان ان یہودیوں کی نسبت حضرت موسیٰؑ سے زیادہ قریب ہیں۔ اور اس کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے اے مسلمانو! تم بھی عاشورہ کا روزہ رکھا کرو۔ بلکہ مدینہ تشریف لانے کے بعد جب محرم آیا تو دسویں محرم کو حضور نے دن کے وقت مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں اعلان فرمادیا کہ جس نے آج صبح طلوع فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہیں وہ شام تک کچھ نہ کھائے۔ اور عاشورہ کا روزہ مکمل کرے۔ اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں یہ روزہ رکھ لے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان کے فرض ہونے تک عاشورہ کا روزہ مسلمانوں میں باقاعدگی سے رکھا گیا۔ رمضان فرض ہوا تو پہلے جیسی توجہ نہ رہی۔ (بخاری و مسلم کتاب الصوم)

خبریں

ملکی خبریں

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے اگر حکمرانوں کو ہوش نہ آیا تو اسمبلیوں کے بائیکاٹ کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ انتقام کا سلسلہ اب ختم ہونا چاہیئے انہوں نے سوال کیا کہ کیا ۱۶ر اگست کے بعد سے اب تک کوئی بدعنوانی نہیں ہوئی۔ اب کیوں کوئی ریفرنس نہیں آیا؟ انہوں نے کہا کہ جب تک ملک کے مظلوم عوام میرے ساتھ ہیں میری آواز ختم نہیں ہوگی۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب نے اسمبلی میں پی ڈی اے کے اراکین کا بائیکاٹ ختم کرانے کے لئے بے نظیر بھٹو کی تجویز وزیرِ اعظم کو پیش کر دی ہے۔ خیال ہے کہ حکومت بے نظیر بھٹو کی شرط مان لے گی۔ اب سپیکر محترمہ بے نظیر سے ملاقات کریں گے۔

○ پنجاب اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد میں مطالبہ کیا ہے کہ شریعت بل جلد منظور کر لیا جائے۔

○ دفاع کے بارے میں وزیرِ اعظم کے مشیر سید اجلال حیدر زیدی نے باضابطہ طور پر استعفیٰ دے دیا ہے سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ وزیرِ اعظم نے ان کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے ۵۷ر اراکین نے وزیرِ اعلیٰ کے خلاف زرعی ٹیکس کے معاملے میں پیش کردہ قرارداد واپس لے لی ہے۔

○ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نے بیگم نصرت بھٹو کو توہینِ عدالت کا نوٹس جاری کر دیا ہے۔ بیگم نصرت بھٹو پر الزام ہے کہ انہوں نے ان خصوصی عدالتوں کو "کنگرو کورٹس" کہا تھا۔

○ لاہور سے سی این این کی نشریات ۱۷ر اپریل سے شروع ہوں گی۔

غیر ملکی خبریں

○ سلامتی کونسل کے ارکان باضابطہ جنگ بندی کی نئی قرارداد پر متفق ہو گئے ہیں۔ اس کے تحت عراق کو تاوانِ جنگ ادا کرنا ہوگا۔ اور حیاتیاتی و کیمیاوی ہتھیار تباہ کرنا ہوں گے یہ قرارداد چند ہفتوں تک پیش ہو جائے گی۔

○ بنگلہ دیش کے سابق حکمران جنرل ضیاء الرحمان کی بیوہ بیگم خالدہ ضیاء ملک کی پہلی خاتون وزیرِ اعظم بنائی گئی ہیں۔ قائمقام صدر نے خالدہ ضیاء کی نامزدگی کا اعلان کر دیا کابینہ کی بھی منظوری دے دی۔ جماعت اسلامی خاتون وزیرِ اعظم کی حمایت کرے گی لیکن کابینہ میں شامل نہیں ہوگی۔

○ عراق کے کرد باغیوں نے عراق کے ایک تہائی تیل پیدا کرنے والے علاقے کرکوک پر قبضہ کر لیا ہے۔ کرد رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے عراق کی سرکاری فوجوں کو زبردست شکست دے دی ہے۔ لاکھوں فوجی ان سے آملے ہیں۔

○ مسٹر وسیم سجاد کو سینیٹ کے چیئرمین کے عہدے پر برقرار رکھنے پر اتفاق رائے ہو گیا ہے۔

ڈیفنس سوسائٹی میں پہلی بار
ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن
ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں
گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس
سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین
پتہ: ماسٹر واچ کمپنی برانچ ۲
5- سنی پلازہ مین بولیوارڈ
ڈیفنس سوسائٹی روڈ- لاہور

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۲۳ر مارچ ۱۹۹۱ء کو یوم پاکستان کے سلسلے میں الفضل کے دفاتر بند رہیں گے لہٰذا اس تاریخ کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر)

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں

DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-	چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	۳۵/-	بول بستری کورس
MITTI CHHOURE COURSE	۲۰/-	مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	۳۰/-	بے بی گروتھ کورس
MARASMAS COURSE	۵۰/-	سوکھا پن کورس
BABY TONIC	۱۰/-	بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	۲۰/-	آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-	بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کیلئے معقول کمیشن
تین صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۰۶ / ۷۷